سورۃ الغاشیہ کی ایک آیت اور مسئلہ نبوّت و امامت

أَفَلَا يَنْظُرُونَ إِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ

ابتدائیہ

قرآن حکیم سورۃ الغاشیہ میں اپنے قارئین کو عالم حیوانات میں سے ایک خاص حیوان کی ساخت، ہیئت اور خاصیتوں کی طرف خصوصیت کے ساتھ توجہ دلاتا ہے، اور فرماتا ہے کہ کیا وہ اونٹوں کی طرف نہیں دیکھا، کہ کیسے پیدا کئے گئے ؟

ذیل کے مضمون میں اس قرآنی حکم کے مطابق اونٹوں سے متعلق بعض خصوصیات کا جائزہ لیا جائے گا اور اس سوال کی اصل کنہ، اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کی آراء اور اس کی اصل تفسیر سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں بیان کی جائے گی۔

حصہ اوّل

سب سے پہلے ہم دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے اس جانور میں کیا **خصوصیات** رکھیں:۔

- اللہ تعالیٰ نے اونٹ کی جسمانی ساخت کو ایسا بنایا ہے کہ یہ ہر قسم کے سخت موسم میں گزارا کر سکتا ہے۔
- یہ کئی دن تک بغیر کچھ کھائے پیئے گزارا کر سکتا ہے اور میلوں سفر کر سکتا ہے۔
- اس کے پاؤں ہر قسم کی زمین پر چل سکتے ہیں۔ اس کے پاؤں کے نیچے چار موٹے گیند نما ابھار ہوتے ہیں جو زمین پر جم جاتے ہیں۔
- اس کے موٹے اور کھردرے ناخن اس کے پیروں کو زمین کی سختی سے بچاتے ہیں۔
- اس کے گھٹنوں کی جلد اس قدر سخت ہوتی ہے کہ جتنے کسی جانور کے سینگ۔ جب یہ بیٹھتا ہے یا اٹھ کر کھڑا ہوتا ہے تو اس کے گھٹنوں کی یہ مضبوطی اس کے کام آتی ہے۔ جب اونٹ صحراء کی شدید گرم ریت پر پڑتی ہے تو یہ سخت جلد اس کو تکلیف سے بچاتی ہے۔
- اس جانور کی کوہان اس کی خوراک کا ایک طرح سے ذخیرہ ہوتی ہے کیونکہ اس میں موجود چربی اس کو بھوکے ہونے کی حالت میں تقویت پہنچاتی ہے۔
- ایک تحقیق کے مطابق اونٹ تین ہفتے تک بغیر کھائے پیئے رہ سکتا ہے جبکہ اس حالت میں اس کا 33 فیصد وزن کم ہو گا۔ یاد رہے کہ ان حالات میں ایک انسان کا 8 فیصد وزن کم ہو گا مگر انسان اپنے جسم میں سے پانی ختم ہو جانے کی صورت میں صرف 36 گھنٹے تک ہی زندہ رہ پائے گا۔
- اس کے جسم پر موجود بال اس کو نہ صرف سخت سردی اور سخت گرمی میں بچاتے ہیں بلکہ اس کے جسم سے پانی کے اخراج کو بھی کم ترین سطح پر لاتے ہیں۔
- عمومی طور پر اونٹ اپنے جسم کا درجہ حرارت 41+ سینٹی گریڈ تک بڑھا سکتا ہے۔ جبکہ ایشیا میں پائے جانے والے اونٹ سردیوں میں اپنے جسم کا درجہ حرارت 50 + سینٹی گریڈ سے بھی زیادہ بڑھانے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ اور گرمیوں میں 50 - سینٹی گریڈ تک گھٹا سکتے ہیں۔

Noor ud Deen Research Institute of Islamic Sciences

- اونٹ کی آنکھ میں دو قسم کے پپوٹے ہوتے ہیں ایک بیرونی (جو سب جانوروں ہی میں ہوتا ہے) اور دوسرا آنکھ کے اندر ہوتا ہے جو کہ شفاف ہوتا ہے۔ صحراء میں ریت کے شدید طوفانوں میں بھی یہ شفاف پپوٹا اس کی آنکھوں کو ریت سے بچاتا ہے اور اونٹ بغیر آنکھیں بند کئے اپنے سفر کی طرف رواں دواں رہتا ہے۔
- اونٹ کی پلکوں کی دو تہیں ہوتی ہیں۔
- اس کی ناک اور کان لمبے بالوں سے ڈھکے ہوئے ہوتے ہیں تاکہ یہ ان میں گرد وغبار اور ریت پڑنے سے بچ جائیں۔
- اونٹ اپنے نتھنے بند کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔
- اس کی لمبی گردن زمین سے 3 میٹر سے بھی اونچے درختوں سے خوراک حاصل کرنے میں مدد دیتی ہے۔
- اونٹ بغیر کھائے پئے 50 ڈگری سینٹی گریڈ کے موسم میں 8 دن تک رہ سکتے ہیں۔ ایک اونٹ اندازاً دس منٹ میں 130 لیٹر پانی پی سکتا ہے۔ اور پانی کا یہ حجم اونٹ کے کل جسم کے تیسرے حصے پر مشتمل ہوتا ہے۔
- عام طور پر جانوروں کے خون میں یوریا کی زیادتی ان کی موت کا باعث بنتی ہے مگر اونٹ اس زیادتی کو اپنے جگر کی مدد سے پروٹین اور پانی میں بدلتے ہیں۔
- کوہان والے اونٹ ہر روز 30 سے 50 کلو کے قریب خوراک ذخیرہ کرتے ہیں۔
- اونٹوں کے ہونٹ ربڑ کی طرح کے ہوتے ہیں جو ان کو کانٹے دار پادے کھانے میں مدد دیتے ہیں۔
- اونٹ کا نظام انہضام اس قدر مضبوط ہوتا ہے کہ یہ ہر قسم کی چیز کھا سکتے ہیں۔ ان کا معدہ چار حصوں پر مشتمل ہوتا ہے۔
- اونٹنی کا دودھ، گوشت، اون، کھال حتیٰ کہ اس کا فضلہ بھی انسانی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔
- ایک اونٹ اوسطاً 40 میل فی گھنٹہ کی رفتار سے تیز بھاگ سکتا ہے۔ اس کی اوسطاً اونچائی 7 فٹ ہوتی ہے، اس کی کوہان اوسطاً 30 انچ تک اونچی ہوتی ہے۔
- اوسطاً ایک اونٹ کی زیادہ سے زیادہ عمر 30 سے 35 سال ہوتی ہے۔

ان خصوصیات کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ سمجھنا ہرگز مشکل نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کثیر الفوائد، متعدد خصوصیات والے جانور کو کیوں مثال کے طور پر بیان فرمایا؟

حصہ دوّم

اس حصہ میں پہلے تو اس آیت کے بارہ میں مفسرین کی آراء کا جائزہ لیا جائے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ بے نظیر احمد یہ علم کلام کی روشنی میں اس مثال کو سمجھنے کی کوشش کی جائے گی۔

لفظ الابل کی استعمال کی وجہ

Noor ud Deen Research Institute of Islamic Sciences

امام اسماعیل حقی (المتوفی 1715) صاحب تفسیر روح البیان اپنی تفسیر میں القاموس کے حوالے سے اس سلسلہ میں فرماتے ہیں،

"یہ (ابل) اسم جمع ہے اس کا کوئی واحد نہیں۔ بعض کے نزدیک یہ واحد لفظ ہے اور اس کی جمع آبال ہے۔"[1]

امام القرطبی (المتوفی 1203) نے بھی یہی مفہوم اپنی تفسیر میں بیان فرمایا۔

اس لفظ کی (ابل) کے استعمال کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"بعض علماء کے نزدیک جب اللہ تعالیٰ نے جب جنت میں موجود اونچے تختوں اور رفیع منازل کے بارہ میں ارشاد فرمایا تو سوال کیا گیا کہ ان پر تو بغیر سیڑھی چڑھنا ممکن نہ ہو گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اونٹ کو علی سبیل المثال پیش فرمایا کہ کیا تم اونٹ پر سیڑھی لگا کر سوار ہوتے ہو؟"[2]

بعض مفسرین نے یہاں ابل کی مثال کو اللہ تعالیٰ کے احیائے موتیٰ اور بعث بعد الموت پر دلیل کے طور پر سمجھا ہے۔ چنانچہ

مسجد نبوی ﷺ کے خطیب اور عرب مفسر ابو بکر جابر الجزائری اپنی تفسیر "ایسر التفاسیر" میں تحریر کرتے ہیں:۔

"اونٹ کی عجیب و غریب خلقت، اس سے حاصل ہونے والے منافع اور اس کا انسانوں کی خدمت کے لئے مسخر کرنا اس بات کی بیّن دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ احیائے موتیٰ پر پورا قادر ہے۔"[3]

امام قرطبی (المتوفی 1203) نے بھی اپنی تفسیر الجامع لاحکام القرآن میں ایسا ہی مفہوم بیان کیا ہے۔[4]

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"اونٹ کے عربی زبان میں ہزار کے قریب نام ہیں اور پھر ان ناموں میں سے اِبل کے لفظ کو جو لیا گیا ہے اس میں کیا سر ہے؟ کیوں اِلَی الجمل بھی تو ہو سکتا تھا؟

اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ جمل ایک اونٹ کو کہتے اور ابل اسم جمع ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ کو چونکہ تمدنی اور اجماعی حالت کا دکھانا مقصود تھا اور جمل میں جو ایک اونٹ پر بولا جاتا ہے یہ فائدہ حاصل نہ ہوتا تھا اس لئے ابل کے لفظ کو پسند فرمایا۔"[5]

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد، المصلح الموعود رضی اللہ عنہ اپنی تفسیر "تفسیر کبیر" میں اس لفظ کے استعمال کی ایک نہائت متنوع وجہ بیان فرماتے ہیں:۔

"اہل مکہ کا طریق تھا کہ وہ ہمیشہ فخر و مباہات سے کام لیا کرتے تھے اور تکبّر میں مبتلا ہونے کی وجہ سے اپنی شان و وجاہت کا بار بار ذکر کیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ ہم ایسی شان والے۔ ہم اتنا بلند مرتبہ رکھنے والے۔ ہم ایسے اور ہم ویسے مسلمان بھلا ہمارے مقابلہ میں جیت سکتے ہیں۔ اس کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم اپنی شانیں تو بیان کرتے ہو مگر تمہاری حالت بلکل اونٹوں کی سی ہے۔ اونٹ بے شک اونچا ہوتا ہے مگر جانتے

---

[1] روح البیان فی تفسیر القرآن الجزالعاشر صفحہ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان

[2] روح البیان فی تفسیر القرآن الجزالعاشر صفحہ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان

[3] ایسر التفاسیر من کلام العلیّ القدیر الجزالخامس صفحہ، مکتبۃ العلوم والحکم، المدینۃ المنورۃ

[4] الجامع لاحکام القرآن الجزء التاسع عشر، دار الآفاق العربیۃ، القاھرۃ مطبوعہ 2010

[5] تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد 8 ص 357 مطبوعہ ربوہ

Noor ud Deen Research Institute of Islamic Sciences

ہو وہ ہمیشہ دوسرے کی سواری کے کام آتا ہے۔ بے شک اس کی کوہان اونچی ہوتی ہے، اس کا قد اونچا ہوتا ہے اس کی ٹانگیں لمبی ہوتی ہیں اس کا جسم بڑا ہوتا ہے مگر اس کے باوجود وہ ہمیشہ دوسروں کے نیچے رہتا ہے۔ اسی طرح تم خواہ اپنی کس قدر شانیں بیان کرتے رہو تمہیں وہ قویٰ ہی نہیں دئے گئے کہ تم حکومت کر سکو۔ تم ہمیشہ اسی قابل رہو گے کہ لوگ تمہاری گردنوں پر سوار ہوں جیسے اونٹ بے شک اونچا ہوتا ہے مگر اونچا ہونے کے باوجود اسے نیچا ہونا پڑتا ہے اور ایک دوسرا شخص اس کی پیٹھ پر سوار ہوتا ہے۔ پس تم اپنی خوبیاں خواہ کتنی گنتے جاؤ تم ابل کے مشابہ ہو اور اونٹ ہمیشہ سواری ہی دیتے ہیں۔ اوپر چھانے والے بادل ہوتے ہیں اونٹ نہیں ہوتے۔ تم اونٹوں کی طرح ہمیشہ دوسروں کی سواری کے کام آتے رہے ہو کبھی دنیا پر تم نے حکومت نہیں کی۔ لیکن محمد رسول اللہ ﷺ کے صحابہ سماء ہیں۔ پس تمہاری اور ان کی آپس میں کوئی نسبت ہی نہیں۔ یہ بادلوں کی طرح دنیا پر چھا جانے والے ہیں اور تم خواہ کتنے اونچے ہو جاؤ بہر حال تمہاری پیٹھ پر دوسرے لوگ سوار ہوں گے۔....

.....پس آیت میں کفار کو اونٹوں سے مشابہت دی ہے کہ باوجود اونچا ہونے کے سواری کے کام آتے ہیں اور مسلمانوں کو بادلوں سے مشابہت دی ہے کہ نظر نہ آنے والے ذرّوں سے بنتا ہے اور آخر بلند ہو کر دنیا پر چھا جاتا ہے اور اسے سیر اب کر دیتا ہے۔"[6]

ابل اور اس کی خصوصیات

مفسرین نے اس موضوع پر بھی طبع آزمائی کی ہے اور اونٹ کی خصوصیات کو بھی بیان کیا جس سے یہ استدلال کیا کہ اونٹ کی مثال ربّ العزت نے اس کی اعلیٰ درجہ کی خصوصیات کی وجہ سے دی ہے۔

امام زمخشری اپنی تفسیر الکشاف میں لکھتے ہیں:۔

"اونٹ کا عجیب الخلقت ہونا ایک خالق اور مدبّر پر دلالت کرتا ہے۔ اونٹ کا بیٹھے ہونے کی حالت میں بھاری بھر کم سامان کو اٹھا کر دور دراز کے علاقوں میں پہنچانا، اور اس کا ہر ایک ہانکنے والے کی اطاعت کرنا، اس کا کسی طاقتور اور ضعیف کا فرق کئے بغیر نقصان نہ پہنچانا اس کو مثالی بناتا ہے۔ اسی لئے خداوند نے اس کی مثال یہاں بیان کی۔"[7]

صاحب ایسر التفاسیر بیان کرتے ہیں ہیں:۔

"اونٹ کی جِبلّت باقی تمام جانوروں سے مختلف ہے اسی لئے اس کی مثال دی گئی۔"[8]

امام القرطبی کہتے ہیں کہ:۔

"اونٹ کی ایک ایسی خاصیت ہے جو کہ باقی جانوروں میں نہیں، کہ وہ اس وقت بھاری سامان اٹھاتا ہے جب کہ وہ بیٹھا ہوا ہوتا ہے پھر کھڑا ہو کر اپنی منزل مقصود تک پہنچتا ہے جبکہ باقی جانور کھڑے ہونے کی حالت میں سامان اٹھاتے ہیں۔"[9]

الابل کی جگہ الفیل کیوں استعمال نہ ہوا؟

---

[6] تفسیر کبیر جلد ہشتم صفحہ 474،475 مطبوعہ قادیان

[7] الکشاف عن حقائق التنزیل وعیون الاقاویل فی وجوہ التاویل، الجزء الرابع، صفحہ مکتبۃ مصر

[8] ایسر التفاسیر من کلام العلیّ القدیر الجز الخامس صفحہ، مکتبۃ العلوم والحکم، المدینۃ المنورۃ

[9] تفسیر القرطبی

Noor ud Deen Research Institute of Islamic Sciences

صاحب تفسیر روح البیان اس بات پر بحث کرتے ہوئے کہ الابل کی جگہ الفیل استعمال کیوں نہ ہوا، فرماتے ہیں:۔

"الابل کی جگہ الفیل (ہاتھی) باوجود اپنی بڑی جسامت کے استعمال کیوں نہ ہوا؟ وہ اس لئے کہ ہاتھی کا وجود سرزمین عرب میں نہیں تھا۔ دوسرا یہ کہ ہاتھی پر نہ تو سواری کی جاتی ہے نہ ہی (اس کی مادہ کا) دودھ دوہا جاتا ہے اور ساتھ ہی یہ جانور ضرر رساں بھی ہے۔"[10]

امام القرطبی نے بھی ایک تو یہی (مندرجہ بالا) مفہوم اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ علامہ بغوی کے حوالے سے لکھتے ہیں:۔

"ہاتھی اپنی خلقت میں اونٹ سے زیادہ عجیب وغریب ہے۔ مگر عرب لوگ اس سے زیادہ واقف نہ تھے۔ پھر ہاتھی کا گوشت حرام ہونے کی وجہ سے کھایا نہیں جاتا تھا نہ ہی اس پر سواری کی جاتی تھی اور نہ ہی اس کا دودھ دوہا جاتا تھا، اس لئے اس کی مثال نہیں دی گئی۔"[11]

اسی نکتہ کو علامہ اسماعیل حقی نے اپنی تفسیر روح البیان میں بیان کیا ہے۔[12]

کیا الابل سے مراد السحاب یعنی بادل ہے؟

علامہ الآلوسی اپنی تفسیر میں ابو العباس المبرد کے حوالے سے لکھتے ہیں:۔

"یہاں الابل سے مراد بادل ہے، کیونکہ عرب لوگ **الابل** سے مراد بادل بھی لیتے تھے کیونکہ بادل بھی اونٹوں کی طرح یکے بعد دیگرے آتے ہیں اور اونٹوں ہی طرح دِکھتے ہیں۔ تو بادلوں کو اونٹ سے تشبیہ دینا از قبیل مجاز ہے۔"[13]

سورت غاشیہ میں الابل کے ساتھ السمآء، الجبال اور الارض کے بیان کی وجہ:

اس سوال کو بھی مفسرین کی توجہ حاصل رہی، اس سوال کا جواب دیتے ہوئے کہ الابل کے ساتھ السمآء، الجبال اور الارض کے بیان کرنے میں کیا خصوصیت ہے اور مضمون میں کیا مناسبت، علامہ زمخشری فرماتے ہیں:۔

"ان سب چیزوں کو ایک دوسرے کے ساتھ خاص مناسبت ہے کیونکہ یہ سب (اونٹ، آسمان، پہاڑ اور زمین) اہل عرب کی نظر میں ایسے ہی ایک نظم کے ساتھ معروف تھیں۔ اسی لئے قرآن کریم نے ان کو اسی نظم کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔"[14]

اس خاص ترتیب کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک نہائت لطیف وجہ بیان فرمائی ہے:۔

"اس آیت شریف اور اس کے مابعد کی تین اور آیتوں میں صبر اور استقلال اور مصائب کے وقت یک رنگی کا بیان ہے۔ سب سے پہلے اونٹ کا ذکر فرمایا کہ کس طرح وہ بارکش اور نافع للناس وجود ہے۔ مولانا رومی فرماتے ہیں:

برخوان افلا ینظرون قدرت ماببنی — بکرسہ شتر بنگر تا صنع خدا بینی

درخار خوری قانع، در بارکشی راضی — ایں وصف اگر جوئی در اہل صفا بینی

---

10 تفسیر روح البیان

11 تفسیر القرطبی

12 تفسیر روح البیان

13 تفسیر روح المعانی

14 تفسیر الکشاف

Noor ud Deen Research Institute of Islamic Sciences

علیٰ ھٰذا القیاس نزولِ بلا کے وقت اہلِ صفا آسمان کی طرح مرفوع الاحوال پہاڑوں کی طرح مستقل المزاج اور زمین کی کشادگی کی طرح وسیع الحوصلہ ہوتے ہیں۔ بعض کوتاہ نظر معترضوں نے ابل، سمآء، جبال اور ارض ان چار مناظر کو ایک جگہ مذکور دیکھ کر اعتراض کیا ہے کہ کلام بے ربط ہے۔ کوئی بات آسمان کی ہے تو کوئی زمین کی۔ ایک جانور ہے تو دوسرا پہاڑ۔ یہ اعتراض قلت تدبّر اور سوء فہم کی وجہ سے ہے۔ ورنہ مناسبت ایسی تام اور ابلغ ہے کہ نظارہ قدرت میں اس سے بڑھ کر جامع الصّفات چیزیں دوسری ہیں نہیں جو فہمائش کے لئے پیش کی جائیں۔"[15]

اب ہم اس آیت کی تفسیر حامل قرآن وحکم عدل، سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سیکھتے ہیں:۔

آپؑ فرماتے ہیں:۔

" قرآن شریف میں جو یہ آیت آئی ہے اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ اِلَی الْاِبِلِ کَیْفَ خُلِقَتْ **یہ آیت نبوت اور امامت کے مسئلہ کو حل کرنے کے واسطے بڑی معاون ہے۔** اونٹ کے عربی زبان میں ہزار کے قریب نام ہیں اور پھر ان ناموں میں سے اِبل کے لفظ کو جو لیا گیا ہے اس میں کیا سر ہے؟ کیوں اِلَی الجمل بھی تو ہو سکتا تھا؟

اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ جمل ایک اونٹ کو کہتے اور ابل اسم جمع ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ کو چونکہ تمدنی اور اجماعی حالت کا دکھانا مقصود تھا اور جمل میں جو ایک اونٹ پر بولا جاتا ہے یہ فائدہ حاصل نہ ہوتا تھا اس لئے اِبل کے لفظ کو پسند فرمایا۔ **اونٹوں میں ایک دوسرے کی پیروی اور اطاعت کی قوت رکھی ہے۔ دیکھو اونٹوں کی ایک لمبی قطار ہوتی ہے اور وہ کس طرح پر اس اونٹ کے پیچھے ایک خاص انداز اور رفتار سے چلتے ہیں اور وہ اونٹ جو سب سے پہلے بطور امام اور پیش رو کے ہوتا ہے وہ ہوتا ہے جو بڑا تجربہ کار اور راستہ سے واقف ہو۔ پھر سب اونٹ ایک دوسرے کے پیچھے برابر رفتار سے چلتے ہیں اور ان میں سے کسی کے دل میں برابر چلنے کی ہوس پیدا نہیں ہوتی جو دوسرے جانوروں میں ہے جیسے گھوڑے وغیرہ میں۔ گویا اونٹ کی سرشت میں اتباع امام کا مسئلہ ایک مانا ہوا مسئلہ ہے** اس لئے اللہ تعالیٰ نے اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ اِلَی الْاِبِلِ کہہ کر اس مجموعی حالت کی طرف اشارہ کیا ہے جبکہ اونٹ ایک قطار میں جا رہے ہوں **اسی طرح پر ضروری ہے کہ تمدنی اور اتحادی حالت کو قائم رکھنے کے واسطے ایک امام ہو۔**

پھر **یہ بھی یاد رہے کہ یہ قطار سفر کے وقت ہوتی ہے۔ پس دنیا کے سفر کو قطع کرنے کے واسطے جب تک ایک امام نہ ہو انسان بھٹک بھٹک کر ہلاک ہو جاوے۔**

پھر اونٹ زیادہ بارکش اور زیادہ چلنے والا ہے اس سے صبر و برداشت کا سبق ملتا ہے۔

پھر اونٹ کا خاصہ ہے کہ وہ لمبے سفروں میں کئی کئی دنوں کا پانی جمع رکھتا ہے۔ غافل نہیں ہوتا۔ پس مومن کو بھی ہر وقت اپنے سفر کے لئے طیار اور محتاط رہنا چاہیے اور بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے۔ فَاِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی

---

[15] حقائق الفرقان جلد چہارم صفحہ 380 مطبوعہ قادیان

Noor ud Deen Research Institute of Islamic Sciences

اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دیکھنا بچوں کی طرح دیکھنا نہیں ہے بلکہ اس سے اتباع کا سبق ملتا ہے کہ جس طرح پر اونٹ میں تمدنی اور اتحادی حالت کو دکھایا گیا ہے اور ان میں اتباع امام کی قوت ہے اسی طرح پر انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اتباعِ امام اپنا شعار بناوے کیونکہ اونٹ جو اس کے خادم ہیں ان میں بھی یہ مادہ موجود ہے۔ کَیْفَ خُلِقَتْ میں ان فوائد جامع کی طرف اشارہ ہے جو ابل کی مجموعی حالت سے پہنچتے ہیں۔"[16]

---

[16] تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد 8 ص 357 و 358 مطبوعہ ربوہ

Noor ud Deen Research Institute of Islamic Sciences